49017-ابرو کے بال رنگنا

سوال

کیا ابرو کی تشقیر یعنی رنگنا جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

معاصر علماء کا کرام ابرو رنگ کر باریک کرنے میں اختلاف ہے کچھ علماء تو اسے ممنوع قرار دیتے ہیں، جیسا کہ مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ذیل سوال کے جواب میں درج ہے :

سوال :

ان آخری ایام میں عورتوں کے درمیان ابرو رنگنے کا رواج عام ہو چکا ہے، کہ عورتیں اوپر اور نیچے سے عورتیں ابرو ایسے رنگتی ہیں جو بالکل نمص یعنی بال اکھیڑنے کے مطابق کہ دونوں ابرو باریک کیے جاتے ہیں، اور مخفی نہیں کہ یہ عادت یورپ کی تقلید اور نقل کرتے ہوئے پیدا ہوئی ہے، اور پھر یہ مادہ تو میڈیکلی طور پر بھی خطرناک ہے، اور اس کا نقصان اور ضرر لازمی ہے، اس طرح کے فعل کا حکم کیا ہے ؟

مستقل فتوی کمیٹی نے اس موضوع پر بحث و تحیث کے بعد درج ذیل جواب دیا :

مذکورہ بالا طریقہ سے اوپر اور نیچے سے ابرو رنگنے جائز نہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالی کی پیدا کردہ صورت میں تبدیلی اور شرعا حرام نمص کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، کیونکہ یہ بھی اس "نمص" کے معنی میں ہے، اور اس کے ساتھ اور بھی حرمت زیادہ اس لیے ہوگی کہ یہ چیز کفار کے ساتھ مشابہت اور ان کی نقالی کرتے ہوئے کیا گیا ہے، یا پھر اس کے استعمال میں جسم اور بالوں کو ضرر و نقصان ہے۔

اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اور تم اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں مت ڈالو}.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"نہ کسی کو نقصان دو، اور نہ ہی خود نقصان اٹھاؤ"

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے۔ اھ

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء فتوی نمبر (21778) بتاریخ (1421/12/29ھ)

اور شیخ عبد اللہ بن جبرین حفظہ اللہ کہتے ہیں :

"میری رائے یہ ہے کہ ابرؤں کے بالوں کو رنگنا اوران کا رنگ تبدیل کرنا جائز نہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابرووں کے بال اکھیڑنے والی اور ایسا کروانے والی اور اللہ تعالی کی پیدا کردہ صورت میں تبدیلی کرنے والیوں پر اللہ تعالی نے لعنت فرمائی ہے.

اوران ابرؤوں کے مابین اختلاف کی اللہ تعالی کی حکمت ہے کہ کسی کے بال زیادہ ہیں، تو کسی کے کم، اور کسی کے لمبے اور کسی کے چھوٹے جس سے لوگوں کے مابین امتیاز ہوتا ہے، اور ہر شخص اپنی خصوصیت کے ساتھ پہچانا جاتا ہے، اس لیے ابرو کے بال رنگنا جائز نہیں، کیونکہ اللہ کی پیدا کردہ صورت میں تبدیلی ہے.

دیکھیں: فتاوی المراۃ جمع وترتیب خالد الجریسی (134).

اور کچھ اہل علم اسے مباح قرار دیتے ہیں، جن میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شامل ہیں، اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (8605) اور (11168) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اس لیے علماء کرام کے اختلاف کی بنا پر یہ مسئلہ اور معاملہ شبہ کے مقام پر ہوا.

اس لیے بہتر واولی اور احتیاط اسی میں ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے.

اور جو اہل اجتھاد میں سے ہو یعنی مجتھد کے درجہ میں ہوت واسے اپنی رائے پر عمل کرلینا چاہیے، اور جو شخص اہل ترجیح میں سے ہو تو اس مسئلہ میں اس کے نزدیک جو راجح ہو اس پر عمل کرے، اور ایک عام شخص کسی ثقہ اور پختہ عالم دین کے فتوی پر عمل کرلے.

واللہ اعلم.